الاتمام والاکمال فی رؤیۃ الہلال

مسئلہ رویتِ ہلال

تالیف

حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی دامت برکاتہم

ناشر

نور محمد سواتی

متعلم جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

باہتمام

مجلس تعاونِ اسلامی

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئینِ کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالبِ دُعا سعید خان

الاتمام والاکمال فی رؤیۃ الہلال

مسئلۂ رویتِ ہلال

تالیف

حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی دامت برکاتہم

ناشر

نور محمد سواتی

متعلم جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

باہتمام

مجلس تعاون اسلامی

بسم الله الرحمن الرحيم

عرض ناشر

چند سال قبل وطن عزیز پاکستان میں ایک مشکل مگر حل طلب مسئلہ رونما
ہوا جو ایک ملک میں اور ایک ہی حکومت کے ماتحت رہنے والے مسلمانوں کیلئے
کافی حد تک انتشار و افتراق کا سبب بنا اور یہ رؤیت ہلال (چاند دیکھنے کا) مسئلہ تھا۔
یہ مسئلہ ایک تشویش ناک صورتحال اختیار کر چکا تھا۔ جس کی وجہ سے ملک بھر
کے علماء کرام اور عوام الناس کو اس پریشان کن صورتحال سے دوچار ہونا پڑا۔ اور
ایسا ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ اس مسئلے کی وجہ سے رمضان المبارک کی
فرضیت بھی مشکوک ہوتی جارہی تھی کہ رمضان المبارک کب شروع ہوا اور
کب ختم ہوا اور پھر اسی اختلاف کی بناء پر عید بھی ہر علاقے میں الگ سے منائی
جانے لگی۔ اب ایک ہی ملک میں بلکہ ایک ہی صوبے کے اندر کئی کئی عیدیں
ہونے لگیں۔ اس اختلاف کو ختم کرنے کیلئے لوگوں نے علماء کرام سے
رجوع کیا۔ میں بھی اس سے پہلے کئی علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر
فتوی لے چکا تھا لیکن تسلی بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے اطمینان نہیں ہو
رہا تھا۔ لھذا اس مسئلے کی نزاکت اور باریکیوں کے پیش نظر میں اس الجھن کو حل
کرنے کی خاطر ایک استفتاء لکھ کر حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی
صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ
بنوری ٹاؤن کراچی، و نگران شعبہ تخصص جامعہ ھذا کی خدمت میں حاضر ہوا اور

حضرت مفتی صاحب سے بذات خود اس استفتاء کا جواب لکھنے کی درخواست کی
جو انہوں نے ازروئے شفقت قبول فرمائی۔ اور اپنی علالت اور دیگر مصروفیات
کے باوجود نہایت مستند مفصل و مدلل فتوی تحریر فرمایا جو ہر اعتبار سے کافی و شافی
ہے۔ جس کیلئے میں حضرت مفتی صاحب کا بے حد مشکور ہوں۔ اور اس کے
ساتھ ساتھ میں حضرت مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامی صاحب دامت برکاتھم
العالیہ رئیس دار الافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا بھی شکرگزار
ہوں کہ انھوں نے اس جوابی تحریر کے مطالعے کے بعد سوال نمبر ۳ کی بھی
مزید وضاحت فرمائی۔

جس کو اھل علم حضرات نے خاص طور پر بہت ہی پسند کیا۔ اور اُسے کتابی
صورت میں شائع کرنے کی خواہشیں ظاہر کی، لیکن عدم اسباب کی بناء پر ھم ہر
وقت ان کے حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔ اب الحمد للہ! اللہ رب العزت کی مدد
ونصرت سے اس قیمتی و نادر مجموعے کو میں ﴿ الاتمام والإکمال فی رؤیۃ
الھلال ﴾ کا نام دیکر اس نیت سے شائع کروا رہا ہوں کہ ایک طرف یہ گراں
قدر تحریر جو کہ ایک علمی سرمایہ ہے محفوظ ہو جائے اور اس کے ساتھ یہ کہ اس
سے تمام مسلمان بھرپور طریقہ سے استفادہ کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں برادرم مولوی شکیل احمد صاحب مظہری زیدت
مجدھم ﴿المتخصص فی الفقہ الاسلامی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ
محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی﴾ کا بے حد مشکور ہوں جنھوں نے اپنی پڑھائی کے
مصروف اوقات میں سے وقت نکال کر تصحیح فرمائی، اللہ تعالی ان کو جزائے خیر

دے ،اوران کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

اُمید ہے کہ یہ تحریر اس وقتی انتشار وافتراق کو ختم کرنے میں مفید ثابت ہوگی۔ دُعاء ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس حقیر سی کوشش کو قبول و مقبول فرمائے اور جملہ مسلمانوں کو اتحاد واتفاق نصیب فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو اس علمی کاوش پر بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور میرے اساتذہ کرام کی زندگیاں دراز فرمائے۔ خاص کر جامعہ کے اساتذہ کرام کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ برکت فرمادیں۔ اور میرے چھوٹے بھائی کو اللہ تعالیٰ میرے لئے معاون بنادیں۔

اللھمَ اغفر لی ولکاتبہ ولمن سعیٰ فیہ ولوالدیّ ولمشائخی اجمعین ۔

متعلم بندہ نور محمد سواتی جامعہ ھذا

(ایم۔اے۔ عربی واسلامیات جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف

بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵ پاکستان

بی۔اے۔انگریزی کراچی یونیورسٹی پاکستان۔

بروز جمعہ 25اپریل 2000ء)

﴿تقریظ﴾

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی دامت برکاتھم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

ونگران شعبہ تخصص جامعہ ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

زیر نظر رسالہ در حقیقت ایک استفتاء کا جواب ہے جو مولوی نور محمد سواتی سلّمہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کے سامنے پیش کیا تھا اور اصرار کیا تھا کہ آپ خود اس سوال کا جواب لکھیں۔ بندہ نے مصروفیات کا عذر پیش کیا لیکن آں عزیز کا اصرار تھا کہ چاہے تاخیر جتنی بھی ہو آپ خود جواب لکھیں گے، چنانچہ بندہ نے کافی تاخیر کے بعد اس کا جواب لکھا اور ہمارے جامعہ کے دارالافتاء کے رئیس حضرت مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہ العالی نے تصدیق فرمائی فالحمد للہ علیٰ ذالک

اب مولوی صاحب موصوف اس مختصر رسالے کی اشاعت چاہتے ہیں۔ بندہ اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کیلئے ذریعہ ھدایت بنا کر اپنے دربار عالی میں مقبول فرمائے اور اس عاجز کیلئے ذخیرۂ آخرت بنادے اور آں عزیز کے علم و عمل میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے اوران کی اس سعی کو قبول فرمائے

﴿آمین﴾

﴿مفتی﴾ نظام الدین شامزئی

۱۴۲۱/۱/۲۵ھ

الی دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ متین وعلمائے شرع درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے ضلع سوات تحصیل پورن چوگا میں عید الفطر کے موقع پر ہر سال لوگوں میں انتشار وافتراق پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات ایک دن عید کی خوشیاں مناتے ہیں اور دوسرے حضرات دوسرے دن مناتے ہیں اور یوں اس عید کے اتحاد کو افتراق میں تبدیل کیا جاتا ہے، ایک دوسرے پر طعن وتشنیع کی جاتی ہے، اور یہ سلسلہ عوام کیا خواص میں بھی موجود ہے۔

پچھلے سال کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ زوال کے وقت ختم ہوتے ہی خبر آئی کہ چاند دیکھا گیا ہے، اور صوبائی حکومت (صوبہ سرحد) کے وزیر اعلیٰ اور گورنر نے عید کی نماز پڑھی، تو ہمارے علاقے میں ایک گاؤں کے ممتاز عالم دین نے اعلان کروایا کہ آج افطار کریں روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے اور نماز عید کل ہوگی، کیونکہ آج زوال کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اور دلیل میں انہوں نے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "احسن الفتویٰ جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۲۰" کی درج ذیل عبارت پیش کی تھی:-

(تیس رمضان کو بعد زوال گزشتہ رات میں رؤیت ہلال پر شہادت ہوئی تو افطار لازم ہے۔ جو شخص حاکم کے فیصلہ شرعی کے بعد افطار نہ کرے گا وہ گناہ گار ہوگا، کیونکہ یہ یوم شہادت شرعی سے یوم عید ثابت ہوا اور عید کے دن روزہ

رکھنا حرام ہے) جبکہ دوسرے گاؤں والے لوگوں نے جس میں خواص بھی شامل تھے اس دن روزہ رکھا۔

ابھی مطلوب یہ ہے کہ ان دونوں فریقوں میں سے وبال کس پر ہوگا؟ آیا پہلے فریق والے لوگوں کا اس طرح روزہ توڑ کر عید منانا درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ روزہ رکھنا عید کے دن شیطان کے اعمال میں سے ہے۔

ملاحظہ:-

اعلان صوبائی حکومت (صوبہ سرحد) کی طرف سے ہوا تھا، جبکہ وفاقی حکومت کی طرف سے اعلان نہیں ہوا تھا، اس لئے پاکستان کے دوسرے تین صوبوں میں اس دن روزہ رکھا گیا تھا۔ دوسرے فریق کا یہ بھی کہنا تھا کہ حکمران صوبائی حکومت کی موافقت کرنا درست نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کے اعلان کے مطابق عید منائی جائے گی۔ احقر کو اس مسئلہ کی تفصیل درکار ہے۔

جزاکم اللہ خیرا واحسن الجزاء

المستفتی:-

بندہ نور محمد سواتی (ضلع سوات، تحصیل پورن چوگا (ڈوب)

الصف الثالث العربی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی۔

مورخہ 30 اپریل 1996ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ومنہ الصدق والصواب

وفی نہدایة وإذا کان بالسماء علة قبل الامام شهادة الواحد
العدل فی [illegible] رجلاً کان او امرأة حراً کان او عبداً لانه امر دینی
فاشبه روایة الاخبار فلهذا لایختص بلفظ الشهادة ......الخ
(کتاب الصوم ۲۱۵/۱)

وفیها واذا لم تکن بالسماء علة لم تقبل الشهادة حتی یراه جمع
کثیر یقع العلم بخبرهم لان التفرد فی مثل هذه الحالة یوهم الغلط فیجب
التوقف فیه حتی یکون جمعاً کثیراً (۲۱۵/۱)

وفیها واذا کان بالسماء علة لم تقبل فی هلال الفطر الا شهادة
رجلین او رجل وامرأتین لانه تعلق به نفع العبد، وفیها وان لم تکن
بالسماء علة لم تقبل الا شهادة جماعة یقع العلم بخبرهم کما ذکرنا
(۲۱۶/۱)

وفی التارخانیة الواحد اذاشهد برویة هلال رمضان فان کانت السماء
متغمیة وفی الهدایة او غباراً او نحوه یقبل شهادة الواحد اذا کان مسلماً
(۳۵۰/۲)

کتاب الصوم الفعل الثانی فیما یتعلق برویة الهلال۔ وفیها فاما اذا
کانت السماء مضحیة لاتقبل شهادة الواحد فی ظاهر الروایة خلافاً لما

رواه الحسن عن ابی حنیفة بل یحتاج فیه الی زیادة العدد...... ولو قبل
الامام شهادة عدلین وقد سکن قلب القاضی علی قولهما جاز و ثبت
حکم رمضان (۳۵۰/۲)

و فیها ثم انمالا تقبل شهادة الواحد علی هلال رمضان اذا
کانت السماء مضحیة اذا کان هذا الواحد فی المصر فاذا جاء عن خارج
المصر اوجاء من أعلی الاماکن فی مصر ذکر الطحاویؒ أنه تقبل شهادته
وهذا ذکر فی کتاب الاستحسان، وذکر القدوری انه لا تقبل شهادته فی
ظاهر الروایة وفی الذخیرة وذکر الکرخی أنه تقبل وفی الاقضیة صحح
روایة الطحاویؒ واعتمد علیها (۱/ ۳۵۰)

وفیها هذا الذی ذکرنا فی هلال رمضان واما اذا قامت الشهادة
برؤیة هلال شوال وبرؤیة هلال ذی الحجة إذا کانت السماء مضحیة
فالجواب فیه کا لجواب فی رؤیة هلال رمضان یعنی لا تقبل فیه شهادة
الواحد بل یشترط زیادة العدد ولا بدمن اعتبار العدالة والحریة...... واما
اذاکانت السماء متغیمة لا تقبل مالم یشهد بذالك رجلان اورجل وامرء
تان فی ظاهر الروایة...... وذکر شیخ الاسلام فی شرح الشهادات ان
شهادة المثنیٰ فی الفطر والاضحی انما تعتبر اذاکانت بالسماء علة او
کانت مضحیة وجاء امن مکان آخر ...... وروی بشر عن ابی یوسف فی
تلمذلة الامالی ان ابا حنیفة کان یجیز علی هلال رمضان شهادة الرجل
الواحد العدل و المولی والعبد والامة والمحدود فی القذف إذا کان

عدلاً سواء ولا يجيز شهادة الكافر...... الخ (٢/ ٣٥١)

وفيها وهذا فی المصر أما فی السواد إذا رأی أحدهم هلال رمضان شهد فی مسجد قرية وعلی الناس ان يصوموا بقوله بعد ان يكون عدلاً اذالم يكن هناك حاكم يشهد عنده (٢/ ٣٥٢)

وفيها اهل بلدة رأوا الهلال هل يلزمه ذالك فی حق بلدة اخری اختلف المشايخ فيه بعضهم قالوا لايلزم ذالك فانما المعتبر فی حق كل بلدة رويتهم (٢/٣٥٥)

وفی الدر وقبل بلادعوی و بلا لفظ أشهد وبلا حكم و مجلس قضاء لانه خبر لا شهادة للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل اومستور علی ماصححه البزازی علی خلاف ظاهر الرواية اذا لم يكن حاكم يشهد عنده لافاسق اتفاقا وهل له ان يشهد ......الخ (٢/٣٨٥)

وفيه وشرط للفطر مع العلة العدالة نصاب الشهادة ولفظ "أشهد"...... الخ (٢/٣٨٦)

وفی رد المحتار لابن عابدين اعلم ان نفس اختلاف المطالع لانزاع فيه بمعنی انه قد يكون بين البلدتين بعد بحيث يطلع الهلال ليلة كذا فی احدی البلدتين دون الاخری وكذا مطلع الشمس لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار حتی اذا زالت الشمس فی المشرق لايلزم ان تزول فی المغرب وكذا طلوع الفجر وغروب الشمس بل كلما تحركت الشمس درجة فتلك طلوع فجر لقوم

وطلوع شمس لأخرين وغروب لبعض ونصف ليل لغيرهم ...... وانما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی انه هل يجب علی كل قوم اعتبار مطلعهم ولايلزم أحد العمل بمطلع غيره ام لايعتبر اختلافها بل يجب العمل بالاسبق رؤية حتی لورأی فی المشرق ليلة الجمعة وفی المغرب ليلة السبت وجب علی اهل المغرب العمل بماراٰه اهل المشرق فيقبل بالاول ...... وظاهر الرواية الثانی وهو المعتمد عندنا (٢/٣٩٣)

وفی معارف السنن وقيل يعتبر اختلاف المطالع فی البلاد البعيدة قال الزيلعی شارح الكنز وهو الاشبه وهذا هو الصواب ولابد من تسليم قول الزيلعی والا لزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين والثامن والعشرين او الحادی والثلاثين والثانی والثلاثين إذا كان بين البلدتين مسافة بعيدة كالهند والقسطنطينية...... الخ (٥/٣٣٧)

وفيه قال الشيخ وكنت قطعت القول بما قاله الزيلعی ثم رأيت فی قواعد ابن رشد نقل الاجماع علی اعتبار الاختلاف فی البلاد البعيدة ايضاً وحد البعد مفوض إلی رأی المبتلی به ليس له حد معين (٥/٣٣٧)

وفی البدائع فأمّا إذا كانت بعيدة فلايلزم أحد البلدين حكم الاخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر فی اهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الاخر (٢/٨٣)

وقد دارت المسالة فی هذه الايام فی توحيد نظام الامة فی الصيام والعيد فی بلاد الهند فاضطروا إلی الاعلان بواسطة الالة التی

تسمی راديو وكل ذالك خروج عن الحق وتكلف ينبوعن مقاصد الشرع فضلا عن ان الاعلان بـ راديو لايقوم مقام الاخبار الشرعی او الشهادة الشرعية ولو كان القاضی يعلن نفسه لو كان هناك قاضيا شرعياً وبالجملة هناك مغامز شرعية لايستقيم الحكم الشرعی ابداً ثم كيف يتصور هذا التوحيد فی القری والجبال والبوادی التی لم تبلغ اليها هذه الوسائل المادية ثم كيف يمكن انتظار الخبر بهذه الالة لرجل يری بعينی رأسه الهلال متهللا متبسماً فی الافق ؟ فليس ذالك الا سفه وعجرفة او سفسطة وعلی كل حال بلاد الهند واسعة الارجاء تختلف عروضها من ست عشرة درجة الی اربع وثلاثين درجة والمسافة بينها تبلغ الی نحو الفی ميل وحققوا وقوع الاختلاف فی المطلع بنحو خمس مائة ميل فكيف يتصور الجهد للتوحيد فی مثله ؟ فكل ذالك بنؤ وبعد عن السهلة السمحة البيضاء نعم اذا تواردت أخبار راديو متعددة عن شتی الجهات ولاتختلف جهات الانباء عن البلد الذی لم ير فيه الهلال ببعد يختلف فيه المطلع فيسوغ العمل بهذه الانباء المرسلة وتدخل فی حد شهادة واحد عدل ......الخ (بحر ۲/۲٦۷)

وقال ـــ روی الحسن عن ابی حنيفة انه يقبل فيه شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان بالسماء علة اولم يكن كما روی عنه فی هلال رمضان كذا فی البدائع ولم أر من رجحها من المشائخ وينبغی

وقال وقيل يعتبر فلايلزمهم برؤية غيرهم إذا اختلف المطلع وهو الأشبه كذا فی التبيين ......بحر (۲/۲۷۰)

فتاوی عالمگیری۔

وذكر الطحاوی انه تقبل شهادة الواحد إذا جاء من خارج امصر وكذا اذا كان علی مكان مرتفع كذا فی الهداية وعلی قول الطحاوی اعتمد الامام المرغينانی وصاحب الاقضية والفتاوی الصغری لكن فی ظاهر الرواية لافرق بين خارج المصر والمصر كذا فی معراج الدراية
(عالمگیری ۱/۱۹۸)

وقال اذا اخبر الرجلان فی هلال شوال فی السواد والسماء متغيمة وليس فيه وال ولاقاض فلابأس للناس أن يفطروا كذا فی الزاهدی وتشترط العدالة هكذا فی النقاية (عالمگیری ۱/۱۹۸)

وقال وذكر شيخ الاسلام ان شهادة الاثنين تقبل ايضاً اذا جاء ا من مكان آخر هكذا فی الذخيرة ......(عالمگیری ۱/۱۹۸)

سنن الترمذی

باب ماجاء لكل اهل بلد رؤيتهم

أخبرنی كريب ان ام الفضل بنت الحارث بعثته الی معاوية بالشام قال فقدمت الشام فقضيت حاجتها واستهل علی هلال رمضان وانا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فی آخر الشهر

فسألني ابن عباس ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال فقلت رأيناه ليلة الجمعة فقال أنت رأيته ليلة الجمعة فقلت رأه الناس وصاموا وصام معاوية فقال لكن رأيناه ليلة السبت فلانزال نصوم حتى نكمل ثلثين يوماً او نراه فقلت الا تكتفى برؤية معاوية وصيامه قال لا هكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم (الترمذی ۱/۱٤۸)

ان عبارات کی روشنی میں جواب سے پہلے کچھ تمہیدی باتوں کا سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اس مسئلہ میں الجھن کچھ غلط فہمیوں کی بناء پر پیدا ہوتی ہے لہذا ان غلط فہمیوں کے ازالے کیلئے ان عبارات سے ثابت شدہ باتوں کو ہم بطور تمہید ذکر کرتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلے اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ تمام ممالک اسلامیہ میں یا کسی ایک اسلامی ملک میں بیک وقت عید منانا یا رمضان المبارک کا شروع ہونا شرعاً ضروری نہیں ہے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانے میں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ شام میں حضرت معاویہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا تھا لیکن مدینہ منورہ میں حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ کرام نے چونکہ چاند اس تاریخ میں نہیں دیکھا تھا اس لئے ان کا روزہ ایک دن بعد شروع ہوا اور بقول حضرت شیخ الہند (کمافی معارف السنن) اس فرق کا اثر مہینے کے اختتام پر بھی پڑ رہا تھا یعنی مدینہ والو ں کی عید بھی شام والوں سے ایک دن بعد بھی تھی۔ کمافی سنن الترمذی صفحہ نمبر ۱۴۸ ج ۱ "با ب ما جا ء لكل اهل بلد رويتهم"

اس لئے اس تصور کو ختم کرنا چاہیئے کہ تمام مسلمانوں کی عید ایک دن ہونی چاہیئے۔ یہ شرعی تصور نہیں ہے جیسے کہ نماز کے اوقات مختلف ممالک میں یا ایک ملک کے مختلف شہروں میں الگ ہوتے ہیں اور اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ بُعد مسافت اور دیگر اسباب کا نتیجہ ہے اسی طرح عید الاضحی اور یوم عرفہ سب ممالک میں یکساں تاریخ میں نہیں ہوا کرتے۔ ہم اپنے ملک کی تاریخ کے اعتبار سے یوم عرفہ کا مستحب روزہ رکھتے ہیں اور دیگر ممالک کے مسلمان اپنی تاریخوں کے اعتبار سے رکھتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح عید الفطر اور یکم رمضان بھی شرعاً ایک دن ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ غلط فہمی ﴿کہ مسلمانوں کی عید یا روزہ ایک تاریخ میں ہونا چاہیئے﴾ اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ ہم نے عید کو رمضان المبارک کے روزوں کو عام اقوام کی تہوار کی طرح ایک تہوار سمجھا ہے جیسے عیسائیوں یا آتش پرستوں کے تہوار ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ تہوار نہیں ہیں بلکہ خصوصی عبادت کے اوقات ہیں جیسے دیگر عبادات میں وقت یا وحدتِ تاریخ شرعاً ضروری نہیں تو یہاں بھی یہی حکم ہوگا ﴿کمافی معارف السنن صفحہ ۳۴۰ ج ۵﴾

(۲) اس میں شبہ نہیں کہ اختلاف مطالع کے معتبر ہونے نہ ہونے میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے امام شافعی کے یہاں معتبر ہے اور امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل کے یہاں معتبر نہیں ہے یہ اختلاف اسی طرح شامی وغیرہ میں منقول ہے لیکن بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے پر ابن رشدؒ نے اجماع نقل کیا ہے جیسے کہ معارف السنن صفحہ ۳۴۷ ج ۵ میں موجود ہے اور فقہاء احناف میں علامہ کاسانی صاحب بدائع اور علامہ زیلعی شارح کنز کی رائے بھی یہیں ہے۔

ہے ملاحظہ ہو معارف السنن صفحہ ۳۳۷ ج ۵ اور بدائع صفحہ ۸۳ ج ۲۔

(۳) رد المحتار شرح در مختار میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ سفر کی مسافت پر مطلع بدل جاتا ہے اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق تین دن کا سفر اڑتالیس ۴۸ میل بنتا ہے جیسے کہ سفر کے مسائل میں فقہاء نے لکھا ہے تو اس حساب کے مطابق چار سو اسی میل کی مسافت پر مطلع تبدیل ہوگا۔ دوسرا قول یہ لکھا ہے کہ چوبیس فرسخ کے فاصلے پر مطلع بدل جاتا ہے

(شامی کتاب الصوم صفحہ ۳۹۳ ج ۲۔)

اور معارالسنن میں لکھا ہے کہ ہر پانچ سو میل کی مسافت پر مطلع بدل جاتا ہے

و حققوا وقوع الاختلاف فی المطلع بنحو خمسا ئته میل

(صفحہ ۳۴۰ ج ۵۔)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ایک ہی ملک جو پانچ سو میل سے زائد کی مسافت پر واقع ہو اس میں مطلع مختلف ہو سکتا ہے۔

(۴) چوتھا تمہیدی مقدمہ یہ ہے کہ چاند دیکھنے کے مسئلے میں شہر اور دیہات میں یا اونچے اور نچلے مقامات میں فرق واقع ہو سکتا ہے چنانچہ ہمارے فقہاء احناف میں سے امام طحاوی نے اس فرق کو تسلیم کیا ہے۔ بحر الرائق میں اس کی صراحت ہے کہ جب کوئی آدمی شہر کے باہر سے آجائے اور چاند دیکھنے کی گواہی دے تو اس کی گواہی معتبر ہو گی بشرطیکہ وہ عادل اور ثقہ یعنی معتبر آدمی ہو کیونکہ دیہات اور صحرا میں چاند دیکھنا شہروں سے زیادہ یقینی ہے کیونکہ عموماً شہر کی فضاء پر غبار چھایا رہتا ہے اور دیہات و صحرا کی فضا صاف ہوتی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن نجیم حنفی مصری صاحب بحر نے اونچے اور نیچے پستی

میں واقع مقامات میں بھی فرق کو معتبر قرار دیا ہے لکھا ہے کہ

"ولکن فرقه بین من کان بالمصر و خارجه وبین المکان المرتفع وغیره قوله الطحاوی" (صفحہ ۲۶۹ ج ۲)

اور عام مشاہدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ آج کل شہروں کی فضاء میں آلودگی اتنی ہوتی ہے کہ رات کو تارے بھی نظر نہیں آتے اسی طرح بجلی کی روشنی وغیرہ کو بھی اس میں دخل ہوتا ہے نیز شہر کی زندگی مشینی زندگی ہوتی ہے نہ کسی کو تاریخ یاد ہوتی ہے اور نہ اتنی فرصت ہوتی ہے کہ چاند دیکھنے کی زحمت گوارا کریں چنانچہ عام طور پر مشاہدہ یہی ہے کہ شہروں میں اس کا اہتمام ہوتا ہی نہیں ہے۔ ہمارے ہلال کمیٹی کے حضرات رسمی طور پر کسی مقام پر جمع ہو جاتے ہیں اور عموماً یہ اجتماع بڑے شہروں میں ہوا کرتا ہے لیکن اہتمام وہ بھی نہیں کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ عموماً یہ ہلال کمیٹی میں ایسے حضرات ہوتے ہیں جو اپنی عمر کے تقاضوں اور بصارت کی کمزوری کی بناء پر چاند کیا اس سے بھی زیادہ بڑی روشن اور قریب چیز کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح عموماً ان کمیٹیوں میں ارکان سیاسی وابستگی کی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں جن کو چاند دیکھنے کے مسائل اور ان مسائل کی دقت اور نزاکت کا علم ہی نہیں ہوتا ہے اسی لئے ان کے مشاہدے کا اعتبار ہی نہیں ہے۔

جبکہ دیہاتوں میں فضا صاف ہوتی ہے اور اکثر دیہات اونچے اور پہاڑی مقامات پر واقع ہوتے ہیں اور لوگ بھی صرف رمضان المبارک یا عید الفطر نہیں بلکہ سب مہینوں کے چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اس لئے دیہاتوں میں یا ان مقامات میں کہ جہاں کے لوگ روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں چاند دیکھے جانے کا

اہتمام زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) چاند دیکھنے کیلئے جدید آلات استعمال کرنا یا ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اوپر فضاء میں دیکھنا اگرچہ جائز ہے۔ لیکن شرعاً ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آلات ہر آدمی کو میسر نہیں ہے۔ اس لئے اگر بادل ہیں چاند بھی افق پر موجود ہے لیکن بادل کی وجہ سے نظر نہیں آرہا ہے تو ہم اس کے مکلف نہیں ہیں کہ بادلوں سے اوپر جاکر چاند دیکھیں بلکہ اس صورت میں یہ تصور کیا جائے گا کہ چاند نظر نہیں آیا جیسا کہ سنن ترمذی کی بعض روایات میں ہیں کہ فان حالت دونه غيابته فاكملوا ثلاثين يوما، بعض روایات میں فان غم علیکم ہے جس کا مفہوم یہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اگر چاند کے سامنے بادل حائل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس کا عدد پورا کرو کیونکہ اسلامی مہینوں میں کوئی مہینہ تیس یوم سے زائد کا نہیں ہے اور انتیس دن سے کم کا نہیں جیسے انگریزی مہینوں میں اٹھائیس یا اکتیس کا ہوتا ہے اسلامی مہینوں میں اس طرح نہیں ہوتا۔

(۶) چاند دیکھنے اور دوسرے مسلمانوں کیلئے اس کے معتبر ہونے کا قانون فقہاء نے یہ بیان کیا ہے کہ رمضان المبارک کا چاند اگر ہو تو پھر آسمان پر اگر بادل چھائے ہوئے ہوں تو پھر ایک آدمی کی گواہی بھی معتبر ہوگی بشرطیکہ وہ عادل ثقہ اور معتبر ہو اور اگر آسمان پر بادل نہ ہوں تو پھر رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت کیلئے کافی بڑی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ عید الفطر کے چاند کے ثبوت کیلئے بادل کی صورت میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے اور مطلع

صاف ہونے کی صورت میں یہاں بھی بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا جن کی خبر سے یقین آجائے۔

(۷) اور اگر کسی علاقہ میں مسلمان قاضی، حاکم یا حکومت کی طرف سے مقرر کردہ کمیٹی کسی ایک دو یا کئی آدمیوں کی گواہی کو قبول کر کے چاند کا اعلان کردیں تو جن لوگوں تک وہ خبر یقینی اور معتبر ذریعے سے پہنچ جائے ان پر روزہ رکھنا یا عید کرنا حاکم شرعی کے حکم کی وجہ سے لازم ہوگا۔

(۸) اور اگر کسی علاقہ میں مسلمان قاضی، حاکم یا حکومت کی مقرر کردہ کمیٹی نہ ہو تو چاند دیکھنے والا محلے کی مسجد میں امام اور عالم کے سامنے اس کی گواہی دیدے تو اس علاقے والوں پر روزہ رکھنا یا عید کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ ان تک خبر یقینی اور شرعاً قابل اعتماد ذریعہ سے پہنچے جیسے کہ عالمگیری اور بعض دوسری کتب میں اس کی صراحت ہے۔

(۹) حکومت کیلئے عید کرنے یا عید کا اعلان کرنے کے لئے یا تو شهادة على الرؤية یا شهادة على شهادة الرؤية یا شهادة على القضاء کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالے رویت ہلال کے شرعی احکام مندرجہ جواہر الفقہ میں ان تینوں کی تفصیل اس طرح لکھی ہے۔

(۱) شهادة على الرؤية۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عالم یا جماعت علماء کے سامنے شہادت دینے والے بذات خود پیش ہوں جن کی احکام شرعیہ فقہیہ اور اسلام کے ضابطہ شہادۃ میں ماہر ہونے پر پورے ملک میں اعتماد و یقین

کیا جاتا ہو اور یہ عالم یا علماء کی جماعت متفقہ طور پر اس شہادت کو قبول کرنے کا فیصلہ کریں۔

(۲) شهادة علی الشهادة :-

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ گواہ خود حاضر نہیں ہوئے مثلاً بیمار ہے یا سفر میں ہے تو ہر ایک کی گواہی پر دو گواہ ہوں اور وہ گواہ عالم یا علماء کی جماعت کے سامنے یہ شہادت دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شخص نے بیان کیا کہ میں نے فلاں رات میں فلاں جگہ اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے۔

(۳) شهادة علی القضاء:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مقام پر چاند دیکھا گیا ہے اگر وہاں حکومت کی طرف سے کوئی قاضی یا ذیلی کمیٹی قائم ہے اور اس میں کچھ ایسے علماء موجود ہیں جن کے فتویٰ پر علماء اور عوام اعتماد کرتے ہیں اور چاند دیکھنے والے ان کے پاس پہنچ کر اپنی عینی آنکھوں دیکھی گواہی پیش کریں اور علماء ان کی شہادت قبول کریں تو ان علماء کا فیصلہ اس حلقے کے لئے کافی ہے جس میں شہادت پیش ہوئی مگر پورے ملک میں اس کے اعلان کیلئے ضروری ہے کہ حکومت کی نامزد کردہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے سامنے ان علماء کا فیصلہ بشرائط ذیل پیش ہو۔ اس سے آگے وہ شرائط تفصیل سے مذکور ہے۔ تفصیل کیلئے جواہر الفقہ میں مندرجہ رسالہ رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت ملاحظہ ہو۔

(۱۰) رؤیت ہلال یعنی چاند دیکھنے کا مسئلہ ایک شرعی اور فقہی مسئلہ ہے لہذا اس مسئلے کو طعن و تشنیع کا ذریعہ بنانا یا اس کو قومی یا علاقائی عصبیت کا ذریعہ بنا کر اس کا مذاق اڑانا شرعاً جائز نہیں ہے مثلاً جیسے کچھ لوگ صوبہ سرحد کے اعلان کو پٹھانوں کا

چاند یا مردان اور چارسدہ اور بنوں والوں کا چاند کہہ کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں یہ شرعاً اور اخلاقاً جائز نہیں اور نہ شرعی احکام کو مذاق کا ذریعہ بنانا جائز ہے کیونکہ آپ کے سامنے گزرا کہ شہر اور صحرا میں فرق ہو سکتا ہے بعد کی وجہ سے فرق ہو سکتا ہے وہاں کے لوگ چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں نیز دوسرے مہینوں میں چاند دیکھنے کا اہتمام بھی اہتمام ہوتا ہے۔ جبکہ شہروں میں یہ ساری چیزیں مفقود ہے۔ فضاء غبار آلود لوگ نہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کے ساتھ یا دینی احکام کے ساتھ استہزاء کو منع کیا اور اس عمل کو کفر ونفاق قرار دیا ہے سورۂ نساء آیت نمبر ۱۴۰ پارہ ۵ رکوع نمبر ۱۷ میں ارشاد ہے۔

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیت اللہ یکفر بها ویستهزأ بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا مثلهم ان اللہ جامع المنافقین والکافرین فی جهنم جمیعا۔

"یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ حکم تم پر کتاب میں نازل کی ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیت یعنی احکام کا انکار کیا جا رہا ہوں اور اس کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہوں تو تم ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک وہ دوسری باتوں میں مشغول نہ ہو کیونکہ تم بھی پھر ان کی طرح ہوں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جمع کرنے والے ہیں منافقین اور کافرین کو جہنم میں۔"

اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مجلس میں بیٹھنے سے منع فرمایا جس میں دین کے احکام کا انکار یا مذاق اڑایا جاتا ہو، اسی لئے علماء نے اس عمل کو کفر قرار دیا ہے۔ لہٰذا دینی احکام میں استہزاء اور مذاق سے پرہیز کرنا چاہیے، اب ان اصول کے بعد استفتاء کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) …ن الفتوی میں جو مسئلہ لکھا ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے بشرطیکہ کہ لوگوں تک خبر قابل ذریعہ سے پہنچ چکی ہو، یعنی ایسے ذریعے سے جو شرعاً معتبر ہو جس کی تفصیل اوپر گزر چکی کہ یا تو شہادت علی الرؤیۃ ہو یا شہادت علی الشہادۃ ہو یا شہادت علی القضاء ہو۔

(۲) اگر دوسرے گاؤں والوں تک وہ خبر شرعاً قابل اعتماد ذریعہ سے پہنچ چکی تھی اور باوجود اس کے انہوں نے روزہ رکھا تھا تو وہ گناہ گار ہوں گے کہ اگر پہلے فریق نے شرعی شہادت یا شہادت علی الشہادۃ یا شہادت علی القضاء کے بغیر روزہ توڑا تھا تو وہ گناہ گار ہوں گے۔ بلکہ اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو چکا تھا تو پھر ان پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

(۳) صوبائی حکومت کا اعلان صوبہ بھر کے مسلمانوں کے لئے کافی ہے بشرطیکہ وہ اعلان اور خبر ان تک شرعی معتبر ذریعہ سے پہنچ جائے۔ مرکزی حکومت کا اعلان پورے ملک کے لئے ضروری ہے، کسی خاص صوبہ میں اگر وہاں کی حکومت شرعی قواعد کو ملحوظ رکھ کر اعلان کرے تو ان کا اعلان اس صوبہ کیلئے کافی ہوگا۔

اس مسئلے کے متعلق کچھ تفصیل حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ کے رسالہ رؤیت ہلال کے شرعی احکام میں بھی ہے۔ ﴿ص ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳﴾
اس میں شہادت کی تفصیل اور شرعاً معتبر اعلان کا طریقہ مذکور ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

﴿مفتی﴾ نظام الدین شامزئی

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵
و نگران شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

مؤرخہ ۳/۸/۱۴۲۱ھ

سوال نمبر ۳ کے جواب میں مزید اتنی وضاحت کی ضرورت ہے کہ رؤیت ہلال کے بارے میں صوبائی حکومت کا اعلان اگر شرعی ضابطہ کے مطابق ہو اور ساتھ ساتھ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے علاقہ کے درمیان بعد مسافت اس قدر ہو کہ اختلاف مطالع ہوتا ہو تو اعلان صرف صوبائی حکومت کی حدود اطراف کیلئے مؤثر ہوگا۔ اور اس علاقہ کے لوگوں پر روزے یا عید کے اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

مرکزی حکومت پر اس کے ساتھ موافقت ضروری نہ ہوگی جیسا کہ صوبہ سرحد اور راولپنڈی کا حال ہے۔ لیکن صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے

درمیان بُعد مسافت اگر اس قدر نہیں کہ مطالع میں اختلاف ہوتا ہو بلکہ ان دونوں علاقوں کے درمیان اس قدر مسافت ہے کہ ایک علاقہ میں چاند ہو جانے سے دوسرے علاقے میں قمری مہینہ ۲۹ دن سے کم نہ رہ جائے اور شرعی تہواروں میں وقت سے پہلے واقع ہونا پیش نہ آئے تو ان میں سے کسی صوبہ میں شرعی ضابطہ کے مطابق رویت ہلال کے اعلان سے مرکزی حکومت پر ضروری ہوگا کہ وہ بھی روزے اور عید کے حکم پر عمل کرے۔

فقط واللہ اعلم

مہر دارالافتا جامعہ ہذا

بندہ محمد عبدالسلام (چاٹگامی)

مؤرخہ ۲ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

رئیس دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵

مہر جامعہ بنوری ٹاؤن